



URDU Gif Format

کذب جیسے بدترین عیب ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و منزہ ہے

سبحن السبوح عن کذب عیب مقبوح

۱۴۰۷ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا



ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سیدنا عالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لئے ان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے ،
 ادا اللہ لنا حق تلقاء بہ یومہ القیام و نذاجن اللہ تعالیٰ اس پر ہمیں دوام عطا فرمائے حتیٰ کہ ہماری
 بہ بفضل من رحمۃ دار السلام آمین ! روز قیامت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات
 ہو اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دار السلام میں آپ کے ساتھ داخلہ عطا فرمائے ۔ (ت)

اور معاذ اللہ ان میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں ادنیٰ شک لانا کفر
 اعاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم و رحم عجزنا
 ضعیفنا بطفہ الغفیم ، انہ هو الغفور الرحیم
 آمین ، آمین الہ الحق آمین !
 اپنے حفظ عظیم سے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ عطا
 فرمائے اور ہمارے عجز اور کمزوری پر لطف عظیم سے
 رحم فرمائے ، وہی غفور رحیم ہے ، آمین آمین
 اسے معبود برحق آمین ! (ت)

پھر یہ انکار جس سے خدا مجھ اور سب مسلمانوں کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے ، لزومی والالزامی ۔ الزامی
 یہ کہ ضروریات دین کے کسی شئی کا تصریحاً خلاف کرے یہ قطعاً اجماعاً کفر ہے اگرچہ نام کفر سے چرٹے اور کمال
 اسلام کا دعویٰ کرے ۔ کفر الزامی کے یہی معنی ہیں بلکہ صاف صاف اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہو جیسا کہ بعض
 جہاں سمجھتے ہیں ، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہتر سے بہتر وہ کافر
 کہنے سے چرٹے ہیں بلکہ اس کے یہ معنی کہ جو انکار اس سے صادر ہوا یا جس بات کا اس نے دعویٰ کیا وہ بعینہ
 کفر و مخالف ضروریات دین پر بیسیہ طاغوتانہ لغو نیا چہرہ کا وجود ملک و جن و شیطان و آسمان و نار و جہنم و
 معجزات انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوات
 و سلام علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات عاقلہ کو لے کر تائید ہرگز ان تاویلات کے
 شوشے انھیں کفر سے بچائیں گے نہ محبت اسلام و ہمدردی قوام کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے ، قاتلہم
 اللہ انی یؤفکون ! (اللہ انھیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں ۔ ت) ۔ اور لزومی یہ کہ جہات اس نے کئی عین کفر
 نہیں مگر بغیر ہوئی ہے یعنی مالی سخن و لازم حکم کو ترتیب مقدمات و تمیم تقریبات کرتے لے چلے تو انجام کار اس
 سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے رد افضل کا خلافت حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم حضرت جناب صدیق اکبر و امیر المؤمنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تفصیل

جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف مروی اور وہ قطعاً کفر، مگر انہوں نے صراحتاً اس لازم کا افسار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تھانسی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہلسنت عظام وغیرہم چند اکابر کرام علی مولانا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافت صدیقی و قادری پر ان کے توافقی باطنی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہو گئے جنہوں نے مآلِ مقال و لازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا، اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت و بدعت ہی وضاحت و کفر ہی ہے، والعیاذ باللہ مراتب العالمین (اللہ رب العالمین کی پناہ - ت)، امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں،

من قال بالمال يؤدى اليه قوله وليسوقه اليه مذهبه، كقوله، فكانهم صرحوا عندہ بما أدى اليه قولهم، ومن لم يراخذهم بمآل قولهم ولا التزمهم موجب مذهبهم لم يرا كفراهم قال لانهم اذا وقفوا على هذا، قالوا لا نقول بالمال الذي التزموا منہ لنا، ونعتقد نحن وانتم انه كفر، بل نقول ان قولنا لا يؤل اليه على ما اصلنا، فعلی هذين المآخذين اختلف الناس في الكفار اهل التاويل، والصواب ترك الكفارهم اخصاً.

جس نے اس مآل کی طرف دیکھا جس کی طرف اس کا قول مروی تھا، جس کی طرف اس کا مذہب چلا جاتا ہے تو اس نے اس کی تکفیر کی، گویا اس نے ان کے مروی قول کو کھیلے اور جنہوں نے ان کے مآل کو نہ دیکھا اور ان کے تعاضاً مذہب کا لزوم دیکھا انہوں نے تکفیر نہیں کی اس لئے کہ جب وہ اس سے آگاہ ہو گئے تو انہوں نے کہا ہم اس مآل کا قول نہیں کرتے جو تم نے ہم پر لازم کر دیا ہے اور ہم اور تم دونوں اسے کفر تصور کرتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے اصل کے مطابق ہمارے قول کا وہ مآل ہی نہیں، ان دونوں مآخذوں کی وجہ سے اہل تاویل کے کفر میں تو گرا

کا اختلاف چڑھا اور درست رائے یہی ہے کہ اسی کے کفر کا قول نہ کیا جائے (ت)

جب یہ امر محمد ہوا تو اب ان امام و ماموم کے کفریات لزوم ہو گئے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں اس نے تو صرف انہیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اس سے منقول ہوئیں کفری لزوم کی سات اصلیں تیار کیں جن میں ہر اصل صد یا کفر کی طرف منجر اور اس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ مفر و العیاذ باللہ العلی اکبر۔

اصل اول جو کچھ انسان کر سکے خدا اپنی ذات کریم کے لئے کر سکتا ہے ورنہ قدرتِ انسانی بڑھ جائیگی (دیکھو ہدیان اول) اس اصل کے کُفروں کی گنتی نہیں مگر میں اسی قدر شمار کروں جو اوپر لکھا گیا ہو یقیناً قطعاً لازم کہ اس مغیہ کے مذہب پر (۱) اس کا معبود کھانا کھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کر سکتا ہے (۵) اپنا سمیع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دنیا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر ٹوٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی جو سکتا ہے (۱۲) رافضی ہی سکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کر سکتا ہے (۱۴) جماع کر سکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں اپنا لطف پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پر لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کرداروں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیہ کریمہ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ (اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔ ت) حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہدیان مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا۔

اصل دوم، خدا کے لئے معیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے ان سے قصداً بچتا ہے (ہدیان دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صد بار درجے فزوں جس سے لازم کہ اس بیباک کے مذہب ناپاک پر (۲۰) اہل اسلام کے عامہ عقائد تنزیہ و تقدیس کہ ان کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہیں سب باطل بے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا وہی معبود عابجہ (۲۲) جابل (۲۳) احمق (۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا، سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پائیا پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ جنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مر گیا (۳۸) مر کر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمیع (۴۲) بصیر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہ صفات کمال کے (انہی) ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اس کی الوہیت قابلِ رد والی، ان سب لوازموں کا بیان تازیانہ اول میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا ماننا درحقیقت بالفعول اللہ عزوجل کو ناقص جانتا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بیشک جو اللہ عزوجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعلام بقواطع الاسلام میں ہے۔
من نقض او اثبت ما هو صریح فی النقص
کفر الخ۔

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۹۶/۲۷

سُورَةُ الْاَعْلَامِ بِقِوَامِ طَبَعِ الْاِسْلَامِ مِنْ سَبِيلِ النِّجَاةِ فَصَلْ اَوَّلِ مَكْتَبَةِ حَقِيقَةِ اسْتَبْوَلِ تَرْكِي ص

اصل اول جو کچھ انسان کر سکے خدا اپنی ذات کریم کے لئے کر سکتا ہے ورنہ قدرتِ انسانی بڑھ جائیگی (دیکھو ہدیان اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں مگر میں اسی قدر شمار کروں جو اوپر گن آیا ہوں یقیناً قطعاً لازم کہ اس مغیہ کے مذہب پر (۱) اس کا معبود کھانا کھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کر سکتا ہے (۵) اپنا سمیع روک سکتا ہے (۶) بصر روک سکتا ہے (۷) دنیا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر ٹوٹ سکتا ہے (۱۱) وہابی جو سکتا ہے (۱۲) رافضی ہی سکتا ہے (۱۳) اپنا نکاح کر سکتا ہے (۱۴) جماع کر سکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پر لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کرداروں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیہ کریمہ واللہ خلقکم وما تمھلون (اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو رت) حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہدیان مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا۔

اصل دوم، خدا کے لئے معیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے ان سے قصداً بچتا ہے (ہدیان دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صد بار درجے فزوں جس سے لازم کہ اس بیباک کے مذہب ناپاک پر (۲۰) اہل اسلام کے عامہ عقائد تنزیہ و تقدیس کہ ان کے نزدیک ضروریاتِ دین سے ہیں سب باطل بے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا وہی معبود عابجہ (۲۲) جابل (۲۳) احمق (۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا، سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پائیا پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ جنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سوئے (۳۷) مر گیا (۳۸) مر کر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمیع (۴۲) بصیر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہ صفات کمال کے (انہی) ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۵ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اس کی الوہیت قابلِ رد والی، ان سب لڑائیوں کا بیان تازیانہ اول میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا ماننا درحقیقت بالفعول اللہ عز وجل کو ناقص جانتا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بیشک جو اللہ عز وجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعلام بقواطع الاسلام میں ہے۔
من نقض او اثبت ما هو صریح فی النقص
کفر الخ۔

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۹۶/۲۷

سُورَةُ الْاِسْلَامِ بِقِوَامِ طَبَعِ الْاِسْلَامِ مِنْ سَبِيلِ النِّجَاةِ فَصْلُ اَوَّلِ مَكْتَبَةُ حَقِيقَةِ اسْتَبْوَلِ تَرْكِي ص

اصل سوم، جن باتوں کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہدیان ۲) اس کے کفر بھی بکثرت ہیں قطعاً لازم کہ اس سفید کے طور پر (۵۲) اس کے معبود کی جبر و ہو سکتی ہے (۵۲) بیٹا ہو سکتا ہے (۵۵) مجبور ہو سکتا ہے (۵۶) ہو سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اس کی ملک سے خارج ہیں الیٰ وغیرہ ذلک من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات - ت) (وکیعوت ۵ تا ۸)

اصل چہارم، صدق الہی اختیاری ہے (مذ) اس سے لازم کہ سفید کے مذہب پر (۵۸) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے ٹکڑے ۳۲ ختے گزرے (۵۹) اس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الیٰ غیر ذلک وہ کفریات کثیرہ کہ مواضع متعددہ میں جن کا الزام گزرا۔

اصل پنجم، علم الہی اختیاری ہے (تنبیہ بعدت ۳) اس پر لازم کہ جاہل کے نزدیک (۶۵) علم الہی مخلوق و حادث ہے جس کے کفر پر فتویٰ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرا (اللہ تعالیٰ ازل میں جاہل تھا (۶۷) جب پہلے جاہل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابل فنا ہے الیٰ غیر ذلک۔

اصل ششم، کذب الہی ممکن ہے اور ثابت کر آئے کہ اس کا کلام نہ صرف اسکان عقل بلکہ امکان و قوعی بلکہ عدم و استبعاد عادی میں نص صریح ہے اور (۷۰) یہ خود کفر ہے، پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) شریت سے یکسر امان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین منقطع (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن جن سے جواب ناممکن۔

اصل ہفتم، (۷۴) اللہ تعالیٰ بندوں سے چواچھا کر، بھلا بھلا کر آیات قرآنیہ مجبوتی کرتے تو کچھ حرج نہیں (ت ۳۱) یہ بات یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا میں متحیر ہوں اسے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں پھر اس پر (۷۵) ہشر نشر، حساب کتاب، جنت، نار، عذاب، ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر چیز میں صاف صریح احتمال نقص باقی توفیقین کیسا تو ایمان کہاں، والعیاذ باللہ رب العالمین، ہماری تقریرات سابقہ و تقریرات لاحقہ دیکھنے والا اس امام نجدیہ کے کفریات لزومیہ کو صد ہا تک پہنچا سکتا ہے، بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہاں پورے نہ گئے گئے پھر بھی معاذ اللہ کچھ کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں باقی کفریات، تفسیر الایمان و صراطنا مستقیم کی گنتی ہی کیا ہے پھر وہ اقبالی کفر علاوہ رہے جو ایمان تفسیر الایمان پر صراطنا مستقیم میں اٹھ گئے پھر رہے ہیں، عرض حضرت کے کفریات لزومیہ اقبالیہ کی تفصیل کرتے فی کفر ایک نقطہ ان کی قبر پر دیتے جائے تو غالباً وہم بھر ملی ساری قبر کا منہ کالا ہو جائے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر و شرک و طری و طری کر کے بچا محض بلا جہت مسلمانوں کو کافر و مشرک کہا یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ و تابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب تک کوئی کفر و شرک سے نہ بچا گیا حضرت کے نزدیک کفر امور عام

سے تھا، پھر یہ خود اس سے بچ کر کہاں چلے کہ کر وہ کیا فت کھاتدین تداان (جو کیا تھا نہ پایا، جو کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ ت) س

دید کی خون ناحق پروانہ شمع را چندان امان نداد کہ شب را سحر کند
(تم نے دیکھا نہیں کہ پروانہ کا خون ناحق شمع کو اس طرح امان نہیں دیتا کہ راست کو سحری کر دے۔ ت)

كذلك العذاب ولعذاب الآخرة لو حكى نوا يعلمون ان الله احفظ لنا الايمان واعصمنا من شر الشيطان بجاه حبيبك سيدنا محمد سيد الانس والجان صلى الله تعالى عليه وسلم وعلى آله وصحبه مشرف وكرم امين والحمد لله رب العالمين -
اسی طرح عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے، کاش یہ اسے جانیں، اسے اللہ! ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، شر شیطان سے ہمیں محفوظ فرما جو سید اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو انس و جن کے سردار ہیں آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر شرف و کرم ہو آمین والحمد للہ رب العالمین۔ (ت)

ان امام صاحب پر چالیس بلکہ سوائے ان کے اور گزر گئے تھے پھر یہ جوئے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک تم پچھتر وجہ سے کافر ہو، امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پوسنے دو سو کوڑے یاد رکھئے، اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلے ان میں دیوبندی تقلید نے تو دیوبندگی یعنی اس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا

عن تنبیہ ضروری، واقعت منصب افتار جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل و ضلال کی نسبت سوال سائل ہو اس پر اس کلام کی شناختوں کا اظہار، قیاحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائل محض عامی و جاہل ہو کہ تمام جواب و احکام صواب اس پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قابل مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثلاً حیدر کوئی اکابر و متبرعین طائفہ سے ہیں جب تو اس کو تبلیغ کا ہر مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کا منہ ہیں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد و نہ کلام فقیر بضرورت افتاء محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص حکم سے نظر مصروف ۱۲ منہ۔

یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الزام کفر سے جدید حصہ پاتا صرف انہیں احکام امام کا ترکہ پایا اور اس کی باقی
خلافات بشدت اجمال قابل التفات اہل علم نہیں تاہم معرض بیان میں سکوت نامحسوس البتہ اجمال تعارض مقصود ،
قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ بولے ، اقول یہ زبانی اظہار محض ہے بنیادہ ناپائیدار کہ جب کذب
ممکن بلکہ جائز و قوی ہو جیسا کہ تمہارے امام کا مشرب ، تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحتاً اہ
تقولون علی اللہ ما لا تعلمون (یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ ت) میں داخل ہونا ہے
وہ تقریریں کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں یہاں بنہایت وضوح و انجلا جاری جنہیں بعد اللہ اس اظہار
باطل کی ذلت و خواری کی پوری ذمہ داری سچا ہے تو کذب الہی جائز رکھ کر اپنے اعتقاد پر دلیل قوایم کرے اور
جب نہ قائم کر سکے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف خاطر داری عوام کے لئے تھی آخر اس کا امام صراحتاً
کہہ ہی چکا کہ چر اچھا کر خدا جھوٹ بول لے تو کچھ حرج نہیں ،

اللہم انی اعوذ بک من اضلال الشیاطین ، اے اللہ ! میں شیطان کی گمراہی سے تیری پناہ
والعیاذ باللہ رب العالمین۔ میں آتا ہوں ، اللہ رب العالمین کی پناہ ہے (ت)

قولہ مگر بول سکتا ہے ، اقول انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب و کفی بہ اثماً مبیناً
(دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ بانٹ رہے ہیں اور یہ کافی ہے صریح گناہ۔ ت)

قولہ بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیج دے ، اقول قطع نظر اس سے کہ
مومن مطیع کی تعذیب ہمارے اندکرام ماتریدیہ اعلام قدست اسرار ہم کے نزدیک محال عقل مسلم الثبوت اور
اس کی شرح فرائع الرحمت میں ہے ،

امتناع تعذیب الطائف مذهبنا معشر
الماتریدیۃ فانہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ
و تعالیٰ عقلاً و حقلاً
مومن مطیع کے عذاب کا امتنع ہونا ہم ماتریدیہ
کا مذہب ہے کیونکہ یہ نقص ہے جو اللہ تعالیٰ
پر محال عقل ہے ، اہ ، ملخصاً۔ (ت)

سہ القرآن الکریم ۸۰/۲

سہ ۵۰/۲

سہ فرائع الرحمت بذیل المستصفیٰ الباب الاول فی الحاکم منشورات الشریف الرضی قم ایران ۴۶/۱

اور امام نسفی وغیرہ بعض علماء نے عقول کا ذکر کو بھی عقلاً ناممکن جانا، امام ابن الہمام مسایرہ میں فرماتے ہیں،

صاحب العمدۃ اختار ان العفوان الکفر لا یجوز عقلیاً صاحب عمدہ کا مختار یہ ہے کہ کفر سے عفو عقلاً جائز نہیں۔ (ت)

اس قائل سے پوچھے انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جنہوں نے کبھی اطاعت کے سوا کچھ گناہ نہ کیا مگر اللہ دوزخ میں جانا اور کافروں مشرکوں کا جنت میں آنا محال شرعی بھی ماننا سب یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کرے اور علماء سے اپنا حکم پوچھ دیکھے اور اگر ہاں تو ممکن بالغیر ہو اور ممکن بالغیر ہی جس کا وقوع ماننا کسی ممکن بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ لزوم ممکن سے استعمال ممکن محض ناممکن، اب وہ غیر کیا ہے، یہی لزوم کذب باری عز وجل تو آپ ہی کی دلیل سے ثابت ہوا کہ کذب باری محال ذاتی ہے، اسے ذی ہوشس!

علم طرفیہ کہ وہ رد المحتار جس سے مدعیان جدید اس مسئلہ میں جملہ متمسک اس میں بھی یہی قول اختیار کیا اور اسی کو صحیح و معتبر قرار دیا،

www.alahazratnetwork.org
 حیث قال لکنہ مبنی علی جواز العفو عن الشرک عقلاً وعلیہ یبقی القول بجواز الخلف فی الوعد، وقد علمت ان الصحیح خلافہ قال عاد بہ کفر بعد رجوانہ عقلاً و شرعاً۔
 انہوں نے کہا یہ اس پر مبنی ہے کہ شرک کا عفو عقلاً جائز ہے اور خلف و عید کا قول بھی اسی پر مبنی ہے اور آپ جان چکے صحیح قول اس کے خلاف ہے لہذا اس کا دعویٰ کفر ہے کیونکہ اس کا جواز نہ عقلاً ہے نہ شرعاً۔ (ت)

اور اسی طرف اس کے مانعہ علیہ کا کلام ناظرہ،
 کما لا یخفی علی من طالعه یا معان النظر والله الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
 جیسا کہ مخفی نہیں ہر اسی شخص پر جس نے گہری نظر سے لکھا ہو اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اگر براعتراض کریں یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ یہ بھی محال بغیر (باقی اگلے صفحہ پر)

لہ المسایرہ مع السامرة الرکن الرابع فی السفیحات
 لہ رد المحتار مطلب فی خلف الوعد الخ
 المكتبة التجارية الکبریٰ مصر ص ۲۵۵
 دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲۵۱

ورد نص کے سبب خلاف منصوص کو محال شرعی اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع محال عقلی یعنی کذب الہی کو مستلزم، مخرج عقائد میں ہے ۱

لو وقع لزوم کذب کلام اللہ تعالیٰ و هو محال علیہ

شرح فقہ اکبر میں ہے :

قال اللہ تعالیٰ : لا یكلف اللہ نفسا الا وسعها، وعن هذا النص ذهب المحققون ممن جوزه عقلا من الاشاعرة الى امتناعه سمعا وان جاز عقلا ای والآخر موقوف خلاف خبره سبحانه ۲

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : اللہ کسی جان پر بوجہ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر، اسی نص کی بنا پر ان اشاعرہ میں سے معتقین اس طرف گئے ہیں جو اسے عقلاً جائز سمجھتے تھے کہ شرعاً محال ہے اگرچہ عقلاً جائز ہے یعنی ورنہ اللہ تعالیٰ کی خبر کے خلاف وقوع لازم آئے گا۔ (ت)

سبحان اللہ ! یہ تو عقل و فہم اور الہیات میں بحث کا وہم، قولہ تو کسی کا اجارہ نہیں اقول یوں تو تم

www.alaallazraatnetwork.org

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

محالاً لغیرہ وذلك الغير المستحيل بالذات شيئاً اخر قلت لولا يجوز ان يكون هذا هو ذلك الغير المحال بالذات ولاجله صار ملزوماً محالاً بالغیر فان تشبہت باحتمال تشبہت باختر وکنا مصیبین وکنت من الخاطئين لانہ مستدل بهذا الدلیل علی امکان الکذب اما مدعیاً واما غاصباً فکیف یکفیک علی و لعل ۱۲ منه رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ہوا اور یہ غیر جو محال بالذات ہو دوسری شئی ہے میں کہوں گا یہ کیوں جائز نہیں کہ یہ غیر محال بالذات ہی ہو اور اس کی وجہ سے اس کا لزوم محال بالغیر ہو اور اگر تم کسی اور احتمال سے استدلال کرو تو ہم مصیب اور تم خالی ٹھہرو گے کیونکہ تم نے اسی دلیل سے امکان کذب پر استدلال کیا تو تم یا تو مدعی ہو یا غاصب اب تمہاری لئے شاید یہ ہوا امید ہے کہ ہو، کیسے کام آ سکتا ہے ۱۲ مخرجی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

۱ شرح العقائد النسفیہ دار الاشاعت العربیہ قندھار افغانستان ص ۷۱

۲ من الرضی الا زھر شرح الفقہ الاکبر معنی قریباً لباری من مخلوقاتہ و بعدہ عنہم مصطفیٰ البابی مہر ص ۱۰۷

اپنے امام کی طرف سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اگر باری تعالیٰ اپنے آپ کو ناقص و عیوب بنائے تو کسی کا اجارہ نہیں، اپنی ذات یا قدرت یا علم یا الوہیت کو فنا کر دے تو کسی کا اجارہ نہیں، ظاہر ہے کہ ان محالات کے فرض پر بھی اس پر کسی کا اجارہ ثابت نہ ہوگا کہ بے علاقہ ملازمت معقول نہیں پھر اسی نفی اجارہ سے ثبوت امکان کیونکر ہو، اور اگر یہ مقصود کہ ایسا کرے تو کچھ حرج نہیں، اور بیشک عوف میں یہ کلام اسی معنی کو مفید ہوتا ہے تو محض غلط و باطل، اور ابھاری امت و نفوس قاطبہ کے خلاف بیشک کتب بڑا حرج ہے کہ سارے جہان کا سینا مالک معاذ اللہ جھوٹا ٹھہرے جس کے استحکام پر نفوس بے شمار بستے آئے، ورنہ کلام کا کلام تارہ گزرا اور شرح عقائد و شرح فقہ اکبر کی آدائیں تو ابھی تمہارے کان میں گونجتی ہوں گی مگر ہاں تمہارے نزدیک اللہ عز و جل کے جھوٹے ہونے میں کیا حرج ہوتا تھا، امام تو صاف کہہ چکا کہ اس پاک بے عیب میں دنیا بھر کے عیب آسکتے ہیں پھر ہم پر علم اللہ یمان و حیا بچنے۔ قولہ یہی امکان کذب ہے، اقول محض تمہارا کذب ہے ہر ممکن بالغیر محال بالذات کو مستلزم، اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے، اس کا امکان ذاتی اس محال بالذات کے امکان ذاتی کو مستلزم ہونا محال بالذات اور بلکہ یہ کہ میں استلزام ہی عارضی تھا نہ کہ ذاتی ورنہ محال بالذات ہوتا نہ کہ بالغیر یوں قول نہ کہ باری تعالیٰ و تقدس واجب الوجود در سبب یا تمام موجودات واجب بالذات ہو جائیں، ورنہ ملازمت سنئے زید آج موجود ہوا اس کا اس وقت وجود علم الہی سبحانہ و تعالیٰ میں تمہا یا نہیں، اگر نہیں تو علم محیط باری جل و علا متفق ہو، اور انتہائے علم کہ مقتضائے ذات ہے انتہائے مقتضی کو مقتضی تو باری عز و جل معاذ اللہ معدوم ہوا اور اگر تھا تو اس وقت اس کا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہیں، اگر نہیں تو زید واجب بالذات ہوا اور وہاں تو اس کا اس وقت عدم کہ ممکن بالذات ہے، عدم علم اللہ معدوم عالم کو مستلزم تو تمہارے طعنے پر عدم ذات ممکن تو باری جل و علا واجب الوجود نہ ہوا، اب تو آپ کو اپنی جہالت پر یقین آیا، واقعی تم بھاپارے معذور ہو کہ حقائق علوم و دقائق فہوم میں جھپٹاری گنگوہی تسلیم کا حصہ رکھا ہی نہ گیا، ذرا کلماتِ علم پر

عہد اقول ایضا بلکہ او جاہل۔ گریہ تیری دلیل جہالت تمام ہو تو باری عز و جل کا معاذ اللہ جہل بھی ممکن ٹھہرے کہ اس نے بہشتیوں کے بہشت، دوزخیوں کے دوزخ بنانے کی صرف ہم کو خبر ہی نہ دی بلکہ اس کے علم میں بھی ایسا ہی ہے با اینہم وہ خلاف پر قادر، اسے تعذیر پر اس کا علم غلط پڑے گا اور یہی امکان جہل ہے تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً (اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر بلند ہے۔ ت) ہاں، اسے جاہل؛ اب تو یا تو امکان جہل ہی مان یا، امکان کذب پر ان جھوٹے شوشوں سے درگزر، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے آمین! ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔

نظر کیجئے تو آپ کو اپنی دانشمندی پر یقین کامل آئے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد فلسفی میں فرماتے ہیں:

ان الله تعالى لما اوجد العالم بقدرته احتيج
 فعدمه ممكن في نفسه مما انه يلزم من
 فرض وقوعه تخلف المعلول عن علتة
 السامية وهو محال والحاصل ان الممكن
 لا يلزم من فرض وقوعه محال باسطر الف
 ذاته واما بالنظر الى امرنا على نفسه
 فلا نسو انه لا يستلزم المحال به
 شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

ان قيل ما علم الله او اخبر بعد من وقوعه
 يلزم من فرض وقوعه محال هو
 جهله او كذب تعالى عن ذلك وكل ما يلزم
 من فرض وقوعه محال فهو محال ضرورة
 امتناع وجود الملزوم مع وجود اللازم فجوابه
 منه الكبرى وانما يصدق لو كان لزوم المحال
 لذاته اما لو كان بعد من كالعلم او الخبر
 فيما نحن فيه فلا لجواز ان يكون هو
 ممكناً في نفسه ومنشاء نزوه المحال هو
 ذلك العارض به

اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے عدم وقوع
 کو بیان کیا اس کی خبر بعد دی ہو تو اس کے وقوع
 کے فرض سے محال لازم آئے گا وہ حماست یا
 اس کا کذب ہے تو جب اس فرض وقوع سے
 محال لازم آئے گا تو یہ بہر حال محال ہو گا کیونکہ لازم
 کے بغیر ملزوم کا وجود ممکن ہوتا ہے تو اس کا جواب
 یہ ہے کہ کبریٰ نہیں مانتے، یہ تب سچا ہے کہ اگر لازم
 محال لذاتہ ہو اور اگر کسی عارضہ کی وجہ سے ہو مثلاً
 وہ زیر بحث علم یا خبر ہو تو اس میں محال نہیں کیونکہ
 یہ فی نفسه ہو سکتا ہے ممکن ہے۔ و لازم محال
 کی علت وہ عارض بن رہا ہو۔ (ت)

غرض استحالة تاشیر عن نفس الذات وعن خارج میں فرق نہ کر کے بعض نے استلزام عارضی میں بھی استحالة
 لازم بالذات سے استحالة ملزوم بالذات کا حکم کیا جس کا محققین نے یوں حل کر دیا کہ ایسی جگہ امکان ملزوم سے

امکان لازم متحمل بالذات کا حکم آپ ہی کی عقل شریعت کا حصہ خاصہ تھا کہ اس کے رد میں علماء کا وہ حل کافی و
واقی ہوا، سبحان اللہ میں اپنے علماء سے کیوں استغناء کر دیں، آپ اپنے ہی نام کا قول نہ سنے، اسی بحث
کذب والی یکرہ نہی میں کیا کہتا ہے :

اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع مذکورہ بالفعل ہے (جسے
یہاں اپنی بحث میں وقوع تعدیب طبع و مغفرت کافر
فرض کیجئے) تو یہ کذب کو مستلزم ہے پس یہ تسلیم شدہ ہے
اور کسی نے وقوع مذکورہ بالفعل کا دعویٰ نہیں کیا اور
اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع مذکورہ کا امکان قرآنی نص
کے کذب کو مستلزم ہے تو اس نص کی تلاوت کی جائے
تاکہ واضح ہو جائے کہ کوئی سی نص وجود مذکور کے نفی
امکان پر دلالت کر رہی ہے، اور اگر مقصود یہ ہے
کہ وجود مذکور کا امکان امکان کذب کو مستلزم ہے
تو یہ لازم ممنوع ہے کیونکہ وجود مذکور کا عدم حسی
نص کا معلول ہے تو عدم مذکور کا تحقق یقیناً صدق نص
مذکور کے امکان کے تحقق کو مستلزم ہے، عدم مذکور
کا بالفعل زوال کذب کو مستلزم ہے لیکن زوال عدم
مذکور کا امکان زوال صدق کے امکان کو مستلزم نہیں
یعنی امکان وجود مذکور، امکان کذب کو مستلزم نہیں
کیونکہ زوال معلول کا امکان، امکان زوال علت کو
مستلزم نہیں ورنہ لازم آئے گا زوال عقل دل کا
امکان، زوال واجب کے امکان کو مستلزم ہو تو
زوال عقل اول کا امکان متبوع ہو تو عقل اول واجب
لذاتہ ہوگی، اس کا حاصل یہ ہے کہ علت و معلول کے
درمیان تلازم فعلیت وجود و عدم میں ہے نہ کہ مکان
ذاتی میں، ورنہ لازم آئے گا کہ واجب لذاتہ ممکن

اگر مقصود این ست کہ وقوع مذکور بالفعل (جسے
یہاں اپنی بحث میں وقوع تعدیب طبع و مغفرت
کافر فرض کیجئے) مستلزم کذب ست پس آن مسلم
ست و کہے دعویٰ وقوع مذکورہ بالفعل نکرہ، اگر مقصود
این ست کہ امکان وقوع مذکور مستلزم کذب نصی
ست از نص قرآنیہ پس آن نص را تلاوت باید کرد
تا واضح گردد کہ کدام نص بر نفی امکان وجود مذکور دلالت
میکند و اگر مقصود این ست کہ امکان وجود مذکور
مستلزم امکان کذب ست پس علامت مستلزم ست
زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نص ست پس تحقق عدم
مذکور البتہ مستلزم تحقق امکان صدق نص مذکور ست
و زوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب ست و اما
امکان زوال عدم مذکور پس مستلزم امکان زوال صدق
نیست یعنی امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب
نیست چه امکان زوال معلول مستلزم امکان زوال
علت نیست و الا لازم آید کہ امکان زوال عقل
اول مستلزم امکان زوال واجب باشد پس امکان
زوال عقل اول متبوع باشد پس عقل اول واجب لذاتہ
باشد، حاصلش آنکہ ملازم درمیان علت و معلول
در فعلیت وجود و عدم ست نہ در امکان ذاتی
و الا لازم آید کہ واجب لذاتہ ممکن
لذاتہ اگر و، چه معلول ست او

ہر ممکنات اندر احاطہ۔

لذا نہ ہو جائے کیونکہ اس کے تمام معلومات ممکن ہیں
(مخصوصاً دت)

اگر اس کی یہ تقریر پریشان طویل الذیل جس میں اس نے خواہی نہ خواہی ذرا سی بات کو بیگوں میں پھیلا دیا ہے
تھاری مقدس سمجھ میں نہ آئے تو اسی کا دوسرا بیدار مختصر سنو، اسی کی گہری میں نکلتا ہے،
اگر مقصود این سنت گزار و توحش ممکن، بیگوں نہ محال ناشی
نہی گرد و لا با نظر الی ذاته ولا با نظر الی الاموات
الغاسر جیت پس این مقدمہ ممنوع ست چہ بری
تقدیر لازم می آید کہ وجود ہر معدوم و عدم ہر موجود
محال باشد زیرا کہ مستلزم محال ست یعنی
کذب علم ازلی کہ
ہے یعنی علم ازلی میں کذب۔ (دت)

دیکھو باوجود امکان مزدوم لازم کو محال مانتا ہے، پھر تھاری جہالت کہ تقدیر مطیع و عفو کا فرق کے امکان
سے امکان کذب پر استدلال کرتے ہو، فرض حق یہ ہے کہ یہ نفیس استدلال کی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے
جیسے دہر جہالت کی بند و قید میں کبھی علم و فہم کی ہوا نہ لگی ہو، واللہ العالی، غیر یہ تو وہ تھے جنہوں نے تقدیر
امام سے تجاوز نہ کیا تھا، رہے امام عقیدہ کے مرید رشید، انہوں نے بیشک ہمت فرما کر وہ طرہ ابکار و فکار
ہدیہ انہر غول نظار کیس یعنی یہی جواز خلعت کی تقریر نا زمین جس کے باعث اُن پر لازم کفر کی تین وجہیں اور بڑھیں،
اولاً وہ دہر بائل کہ تمام مقلدین امام طائفہ کو ٹوٹا شمل یعنی یہ اس کے قول مذکور و جمیع اقوال کفریہ میں معتد
اور بیشک جو کفریات میں تقدیر کو سے قطعاً لازم کفر سے حقیقت پائے۔

ثانیاً ان حضرت نے جو خلعت یعنی کذب، ائمہ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم بدلائل قاطعہ مبرہن کر آئے
کہ وہ جس معنی پر خلعت جائز فرماتے ہیں اسے قطعاً جائزہ قوی بلکہ واقعہ ٹھہراتے ہیں، تو ان حضرت نے مرنی سبحانہ و
تعالیٰ کا کاذب بانفعول ہونا کہ قطعاً اجماع کفر خالص ہے، ایک جماعت ائمہ دین کا مذہب جانا اور اسے اس
قدر طے کا سمجھ کہ ائمہ اہل سنت کا اختلافی مسئلہ مانا اور اس پر طعن کو یہ بجا بتایا اور اس سے تعجب کا وجہ مستطاب
ٹھہرایا اور بیشک جو شخص کسی عقیدہ کفر کو ایسا سمجھے خود کا فرسہ، علام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام

سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول:

او صدق کلام اهل لاھوہ و اوقال عندی
کلامہم کلام معنوی و معنایہ صحیحہ ۱۰
یا وہ تصدیق کرے کلام اہل بیت کی یا کہ میرے ہاں
ان کا کلام یا مقصد ہے، یا کہ اس کا معنی درست
سے اخذ ہے،

فقیر نے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ مبارکہ مقدمہ احادیث علی خدہ المسفق (مجدید
میں ذکر کی واللہ الموفق۔

ثالثاً الحمد للہ کہ علمائے اہلسنت ان نئے جہلا کی جہالت فاحشہ سے پاک تر الے اور ان کے بہت سی
خیالوں، شیطانی صلاحوں پر سب سے پہلے تبرا کرنے والے مکران کی قوت و ہم نے جو انھیں امام الطائفہ کے
ترک میں ملی، ائمہ متقدمین میں کچھ علمائے ترانے جو کذب الہی کے جواز و قوعی بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے
تو وہ تراشیدہ علمائے آخر (جن کا ان جہال کے وہم و خیال کے سوا کہیں وجود نہیں) قطعاً اجنبی کا فرزند
تھے۔ اب انھوں نے ان وہمی موجود و پستی مرتدوں کو کافر نہ جانا بلکہ مشائخ دین و علمائے معتدین مانا تو خود
ان پر کفر و ارتداد لازم آئے ہیں کیا کلام رہا کہ جو کسی منکر بضروریات دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے۔ امام علامہ قاضی
عیاض قدس سرہ شعا شریف میں فرماتے ہیں:

الاجماع علی کفر من لم یکن احداً من النصارى
والیہود وکل من خارق دین المسلمین
او وقف فی تکفیرہم او شک، قال القاضی
یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود و نصاریٰ یا مسند
کے دین سے جو یہو الے کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے
میں توقف کرے یا شک لائے، امام مستاضی

عہ حمل العلامة ابن حجر اهل لاھوہ و عہ
الذین تکفروہم بعد عہم قت وھو کما ف د
ولا یتقیم التخصیص علی قول من اطلق
لا کفار بکل بدعة فان، نکلام فی الکفر
المتفق علیہ فلیتنبہ ۲۔

علامہ ابن حجر اہل ہوا سے مراد وہ لوگ جتنے ہیں جنہیں
ان کی بدعت کی وجہ سے کافر کہا گیا ہے، میں کہتا ہوں
بات وہی ہے جو انھوں نے کہی ہے یہ حال اس قول
پر صحیح ہیں جو مطلقاً ہر بدعت کو کفر کہتے ہیں کیونکہ
گفتگو اس کفر میں ہو رہی ہے جس پر اتفاق ہو
اسے یاد رکھ ۱۲ (ت)

ابوبکر یا قلاتی نے اس کی وجہ یہ فرمائی کہ انصوص شرعیہ
اجماع امت ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں تو جو ان
کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی
تکذیب کرتا یا اس میں شک رکھتا ہے اور یہ امر باخبر
ہی سے صادر ہوتا ہے۔

اسی میں ہے :

یکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة الاسلام
او وقف فیہم او شک او صحیح منہم
وان اظهر الاسلام واعتقد ابطال مکتل
مذہب سواہ فهو کافر باظهارہا اظهر
من خلاف ذلك احد مختصا۔

کہ اس نے بعض مشکوٰۃ روایات دیں کہ جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا احد مختصا۔
آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدیدہ نامہندی و رشیدیہ پر ایک سو بائیس کوڑے اوپر جوڑے اور ان کے
امام کا و بال انہیں کب چھوڑے کہ یہ آخر اسی کے مقلد اور اس کے اقوال کے پورے معتقد، معہذا جب
ضروب الغلام اہانتہ المولیٰ (غلام کی ضرب مولیٰ کی اہانتہ ہے۔ ت) تو ضروب المولیٰ اہانتہ الغلام
(مولیٰ کی ضرب غلام کی اہانتہ ہے۔ ت) بدیعہ اولیٰ ہر سال یہ کچھتر کوڑے جو امام اٹھانے پر تازے پڑے، ان
کے حق میں بھی یقیناً آج کل ایک سو ستانوے ہوئے اور تین خاص ان کے دم پر سوار تو اس مختصر رسالے
موجز مجملے میں مدعیان جدیدہ پر پورے دو سو کوڑوں کی کامل بوچھاڑ،

کذا لک العذاب والعذاب الاخرة اکبر لو کانوا
يعلمون یت

میں نے جس طرح اس رسالہ کا تاریخی نام سبحان السبوح عن جیب کذاب مقبوح رکھا یونہی

سہ الشفاء بتعريف حقوق المخطئة
فصل فی تحقیق القول فی انکاذ ملت طین المطبعة الشریکة الصحافیہ ۲/۲۹
فصل فی بیان ما هو من المعالاة کفر " " " " ۲/۲۵۱
سہ القرآن الکریم ۳۳/۶۸

ان تازیانوں کا عدد و خواست کرتا ہے کہ اس کا تاریخی لقب ”دو صد تازیانہ بر فرق جہول زمانہ“ رکھوں بالجملہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ایک مذہب علمائے دین پر یہ امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صد کفر ہر ایک کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں وفي ذلك اقول (اس میں میں نے کہا۔ ت) سے

فكفر فوق كفر فوق كفر كان الكفر من كثر و وفور
كمد أسن فل نعت وفور متابع قطره من لعاب كفر
(کفر ہر کفر سے بڑھ کر کفر، ہر کثر سے بڑھ کر کثر، جیسا کہ کھڑا پانی بدبودار پانی ملنے سے خوب بدبودار ہو جاتا ہے۔ ت)

معاذ اللہ! اس قدر ان کے خسار و ہزار کو کیا کم ہے اگرچہ ائمہ محققین و علمائے متاہلین انہیں کافر نہ کہیں وہ یہی جواب ہے،

وهو المجواب وبه يفتى وعليه الفتوى وهو جواب یہی ہے، اس کے ساتھ فتویٰ دیا جاتا ہے
المذاهب وعليه الاعتقاد وفيه السلامة و اور اسی پر فتویٰ ہے، یہی مذہب اور اسی پر
فيه السداد۔ اعتماد ہے، اسی میں سلامتی اور یہی درست ہے۔

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ اعلاہ میں فرماتے ہیں،

انه يصير مرتداً على قول جماعة وكفى بهذا وہ ایک جماعت علماء کے قول پر مرتد ہو گیا اور اس
مخساراً ايّاه قدر خسار و زیان میں بس ہیں۔

والصلاة بالله خير المحافظين (اور بہتر حفاظت کرنے والے کی پناہ۔ ت)

پھر جب کہ ائمہ دین ان کے کفر میں مختلف ہو گئے تو یہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنے مذہب نامہ مذہب کی تکذیب صریح اور اس کے رد و تفتیح کی صاف تصریح کریں ورنہ بطور عادت کلمہ شہادت کافی نہیں کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہیں اور اسے اپنے مذہب کا نہ نہیں سمجھتے۔ بجز الراجح میں بزازیر و جامع الفصولین سے ہے ۱

لواق بالمشهادتين على وجه العادة لم ينفعه اگر معمول کے مطابق وہ کلمہ شہادت پڑھے تو اسکو وہ نافع
ما ليرجع عما قال ايّاه نہیں جب تک وہ اپنے قول سے رجوع نہ کرے (ت)

سنة الديوان العربي المرسوم بساتين المغفران في الرد على القائلين بإمكان كذب الله تعالى رضا دار الاشاعة لايتج ۱۹۲
سنة الاعلام بتعاطي الاسلام مع سبل النجاة مكتبه حقيقية استنبول تركي من ۳۶۲
سنة بجز الراجح باب احكام المرتدين ايچ ايم سعيد كيني كراچی ۱۲۸/۵

قریب بھرا ہے اور مخلصاً

الہی علیہ السلام علیہ السلام

جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب، یہ ہے حکم بولنے الحکم والیہ ترجعون ۵ والحمد للہ رب العالمین
(اور اللہ ہی کے لئے حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹاؤ گے، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو دونوں
جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ت)

التحاشی ہدایت اساس میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول سختی پروری و حکم دستور تعصب
خود سری اگر بعض سلیم خاطرین شرمائیں گی، قبول و انصاف کو کام فرمائیں گی تو بہت عنادی طبیعتیں گرمائیں گی،
جہلی نزاکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی حقیقتیں جوش دکھائیں گی، تعصبی حقائق ہمت پر آئیں گی و حسبنا اللہ و نعم
الوکیل، نعم المولیٰ و نعم الکفیل (ہمارے لئے اللہ کافی اور وہ سب سے بڑا کارساز، سب سے بہتر آقا
اور سب سے بہتر کنالٹ فرماتے والا ہے۔ ت) یہ سب کچھ قبول، کھینا، عاجزون کا قدیمی معمول، مگر انصاف
اعظکم بواجبات (میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ ت) حق اسلام یاد دل کر اتنا مہول کہ چند ساعت کے لئے
تعصب و نفسانیت کو ماہ بتائیں، مثنیٰ و فردی، تنہا یا دو دو صاحب بیٹھ کر غور فرمائیں اگر کلام خصم حق و
صواب ہو تو اللہ! حتیٰ سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سنایا کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا سید کس
عن ینخشى ۵ ویتجنبہا الا شقیۃ (محقریب نصیحت ماننے کا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بد بخت دور
رہے گا۔ ت) اے میرے پیارے بھائیو! کلمہ اسلام کے بھرا ہوا، اگرچہ نفس لہارہ رہن چارہ اور
اور شیطان لعین اس کا معین، ولہذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگوار، مگر اللہ! واذ اقبل لہ اتق اللہ اخذتہ
العزۃ یا کاشم (اوجیب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ ت) کی آفت سخت
شدید، الیس ہنکو من جبل من شید (کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں۔ ت) خدا را ذرا انصاف
کو کام فرماؤ، غلطی کا کیا پاس خالی سے شرمناؤ، کچھ دیکھا بھی کس پر امکان کذب کی تہمت دہرتے ہو، کس پاک
بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو، العظۃ للہ! ارے وہ خدا ہے سب خوبیوں والا ہر عیب نقصان
سے پاک نرالا، ذرا تو گریبان میں مزد الوہیس نے زبان عطا فرمائی اس کے بارے میں تو زبان سنبھالو، واسے

| | | | | | |
|--------|-----------------------|----------------|--------|--------|--------|
| ۵۱۳-۱۴ | سہیل انکبٹ پبلی لاپور | فصل فی الامارۃ | ۴۶/۲۴ | ۴۶/۲۴ | ۴۶/۲۴ |
| ۵۱۴-۱۵ | ۵۱۴/۱۱ | ۵۱۴/۱۱ | ۵۱۴/۱۱ | ۵۱۴/۱۱ | ۵۱۴/۱۱ |
| ۵۱۵-۱۶ | ۵۱۵/۱۱ | ۵۱۵/۱۱ | ۵۱۵/۱۱ | ۵۱۵/۱۱ | ۵۱۵/۱۱ |
| ۵۱۶-۱۷ | ۵۱۶/۱۱ | ۵۱۶/۱۱ | ۵۱۶/۱۱ | ۵۱۶/۱۱ | ۵۱۶/۱۱ |

بے انصافی! تمہیں کوئی جھوٹا کہے تو آپے میں نہ رہو اور ملک جبار و احد قہار کا جھوٹا ہونا یوں ممکن کہ، یہ کون سی دیانت ہے، کیا انصاف ہے، اس پر برقرار ہر بلا اعتساف ہے، اسے طائفہ حائفہ اسے قوم مفتون! مانو تو ایک تدبیر تھیں بناؤں، میرا رسالہ تنہائی میں میٹھ کر بغور دیکھو، ان دو سو دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کر کے انصاف سے پرکھو، فرض کروم کہ وہ دوسریں استحالہ کذب الہی پر صرف ایک دلیل اور تمہارے خیال اور تمہارے امام کے ہدائی احوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر قال و قیل باقی رہ گیا، باقی سب تم نے جواب دے لیا، تو جان برادر! احقاق حق کو ایک دلیل کافی، ابطال باطل کو ایک اعتراض کافی، نہ کہ دلائل باہرہ اعتراضات قاہرہ صد ہا سنو اور ایک گنو، دل میں جانتے جاؤ کہ دلائل باصواب اور اعتراضات لاجواب! مگر ماننے کی قسم تو یہ کی آن بلکہ اُسٹے تائید باطل کی فکر سامان، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی بادہستی ہوئی، نشہ تعصب میں سیاہ مستی ہوئی، پھر قیامت تو نہ آئے گی حساب تو نہ ہوگا، خدا کے حضور سوال! جواب تو نہ ہوگا، اسے رب میرے! ہدایت فرما اور ان لمیلی آنکھوں کو کچھ تو شرماسے

می توانی کہ وہی اشک مرا حسن قبول دے کہ دُرِ سختہ قطرہ بارانی را
(اے اللہ! تو میرے آنسوؤں کو حسن قبول دے سکتا ہے جیسا کہ تو بارش کے قطرہ کو مٹی

بنادیتا ہے۔۔۔)

اور ہمیں سے ظاہر کہ صاحب قصد جواب کی ہمت رکھیں ایک ایک دلیل ایک ایک اعتراض کا تفصیلی جواب سمجھ کر لکھیں، یہ نہ ہو کہ انعاسے مشیخت رفق مذامت غریب عدم جواب کے نام کو کہیں، کچھ اعتراض باقی سے اعتراض، یہ کلام ختم کار نہ کرے گا، اثباتیں پر صاعقہ بن کر گرے گا کہ جب حجت نعم شانہ کے مذہب کے اعتراض ہشانہ کے توانا حجت غامراٹھائی، مصیبت سیاہی نامراٹھائی، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا، بطلان مذہب کا اقرار کیا، لہٰذا کچھ دیر تو حق و انصاف کی قدر سمجھو، زنجیر تعصب کی قید سے سچو، خار زار بکڑ میں اتنا نہ الجھو، افسوس کہ حق کا چاند جلوہ نما اور تمہارے نصیب کی وہی کالی گھٹا، ہمارے ہمایوں سایہ فگن اور تمہارا تاج وہی بالِ رُغن! اسے پتے خدا پر سے موصوف جھوٹ سے زالے، پکے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے! اپنے پکے حبیب کی پکی وجاہت کا صدقہ امت مصطفیٰ کو سچی ہدایت نصیب فرما،

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ الحبيب وسلم و علیٰ آلہ
وصحبہ و شرف کرمہ ما نبی الصادق
و هذک الکاذب و نہی الصدق عن
تعاطی الکواذب قولک الحق و

اے اللہ! رحمتیں نازل فرما اور آپ کے شرف و
بزرگی میں مزید اضافہ فرما جو حبیب ہیں جب تک
صادق نجات پاتے رہیں، کاذب ہلاک ہوتے رہیں
جنہوں نے تمام کواذب سے منع فرمایا، تیرا قول حق

وعدك الصدق ولك الحمد واليك المصير
 انك على كل شئ قدير وصلى الله تعالى على
 سيدنا محمد وآله وصحبه
 اجمعين آمين الله الحق آمين !

الحمد لله کہ یہ مبارک رسالہ موصول، عجاوبہ باوجود کثرت اشتغالی تحریر رسائل و ترتیب رسائل تیرہ دن کے متفرق
 جلسوں میں مسودہ اور تیس دن میں صاف و بیضہ ہو کر دو از دہم ماہ مبارک و فاخر شہر ربیع الآخر روز ہجاولں جمعہ
 ۱۳۰۰ھ علیٰ صاحبہا القتلۃ و الخیرۃ کو ہمہ وجہ بدرسمای تمام و شمع بزم ہدایت انام ہوا۔

نہ الحمد والمنة کہ آج اس مبارک رسالے سنت کے قبائے رنگ صدق جانے والے، رنگ کد
 گمانے والے سے علوم دینیہ میں تصانیف فقیر نے شوکا عد و کامل پایا،

والحمد لله وھاب العطايا، ربنا تقبل منا
 انك انت السميع العليم و الحمد لله
 رب العالمين والصلاة والسلام على
 سيد المرسلين محمد و آلہ وصحبہ
 اجمعين، سبحن ربك رب العزة عما
 يصفون وسلام على المرسلين، والحمد
 لله رب العالمين، تمت وبالخير عمت
 بعون من قال وقوله الحق تمت كلمت
 ربك صدقا وعدلا لا مبدل لكلمتہ
 وهو السميع العليم و الحمد لله الذی
 یسمع و یرا و یتفكر الصالحات و الصلوة و
 السلام علی سیدنا و مولانا محمد سید الکائنات
 و آلہ و صحبہ و امتہ و حزبہ اجمعین و الحمد
 لله رب العالمین۔

تمام حمد اللہ تعالیٰ کی ہے جو تمام انعمات کا عطا کرنا والا
 ہے، اسے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول فرما
 بلاشبہ توستغنی والا جاننے والا ہے، تمام حمد اللہ کی
 جو چنانچوں کا پروردگار ہے، صلوة و سلام نازل ہو
 تمام رسولوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 پر آپ کی آل و اصحاب تمام پر، سلام علی المرسلین
 و الحمد للہ رب العالمین۔ رسالہ تام ہوا اور خیر کے ساتھ وسیع
 ہوا اس ذات کی بدوست جس نے فرمایا جبکہ اس کا
 قرآن برحق ہے تیرے رب کے کلمات صدق و عدل
 میں نام ہیں کوئی ان کو تبدیل کرنے والا نہیں وہی سنتے
 جانتے والا ہے، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کی جس کی
 نعمت و جلال سے خوبیاں تام ہوتی ہیں اور صلوة و سلام
 ہمارا آقا مرئی سید کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آل و اصحاب
 و امت اور ان کی سب علقت پر، و الحمد للہ رب العالمین (تہ)

کتبہ عبیدۃ المذنب احمد رضا البریلوی
 عفی عنہ محمد بن مصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم